کیا ووٹ ڈالنا ارتداد ہے؟

العزائم میڈیا کی جانب سے نشر شدہ فتوی کا اردو ترجمہ

پیشکش

ناشر پاکستان میڈیا

مکتبۃ التحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا ووٹ ڈالنا ارتداد ہے

العزائم میڈیا کی جانب سے نشر شدہ فتویٰ کا اردو ترجمہ

پیشکش

ناشر پاکستان میڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ووٹ ڈالنے کے بارے میں فتویٰ

سوال: کیا پاکستان کے کفری نظام کے لیے ووٹ ڈالنا اور رائے دینا ارتداد ہے؟

جواب: الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ و صحبہ ومن والاہ ,

اما بعد :

محترم بھائی، پاکستان کا جمہوری قانون ایک خود ساختہ اور کفری قانون ہے۔ تمام حق پرست علماء کا اس پر اتفاق ہے، لہذا اس جمہوری نظام میں حصہ لینے سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اسی طرح ہر مرتد حکومت اور کفری نظام کے لیے ووٹ ڈالنے والے لوگ بھی کافر ہیں، کیونکہ یہ لوگ اس نظام کی بنیاد رکھنے والے ہیں، ان لوگوں کے ووٹ اس کفری نظام کے قیام کا سبب (وسیلہ) ہیں، اسی طرح یہ لوگ قانون ساز وکیلوں کو منتخب کرتے ہیں، اور ان قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ارکان کو ووٹ ڈالتے ہیں، ان کو منتخب کرتے ہیں، تو یہ اس کفری نظام کا سبب و وسیلہ ہوئے۔

لہذا ہر وہ شخص جو ووٹ ڈالنے میں حصہ لیتا ہے تو وہ پہلے ایک سیاسی تنظیم کی رکنیت حاصل کرتا ہے، ایسی تنظیم کہ اس کی بنیاد ہی جمہوریت اور کفری اصولوں پر رکھی گئی ہے مثلا فیصلہ عوام کی مرضی کے مطابق ہو گا، حلال و حرام قومی اسمبلی اور سینٹ کے راستے سے منظور کیئے جائیں گے، دہشت گردی (مجاہدین اسلام) کے خلاف جنگ کرنا اور ملک میں نافذ کردہ وضعی، خود ساختہ اور شرکی قانون کو ماننا وغیرہ ہے تو ایسی شرطیں ماننی پڑتی ہیں، پھر جب ان سیاسی جماعتوں کی رکنیت حاصل کی جاتی ہے تو اس کے بعد یہ کفر وارتداد میں کئی مراحل سے گزرتا ہے۔

یاد رہیں: اگر کوئی ان سیاسی جماعتوں کا رکن نہ بھی ہو، لیکن ووٹ ڈالتا ہے تو وہ بھی انہی مراحل سے گزرتا ہے۔

پہلا مرحلہ:

ملک میں نافذ کردہ طاغوتی قانون کا اقرار کرنا ہے اور اسکو تسلیم کرنا ہے اس لیے کہ جو کوئی بھی فرد اس قانون کو نہ مانے اس کے لیے اس جماعت میں کوئی جگہ نہیں ہوتی اور وہ ووٹ دینے کا حق بھی نہیں رکھتا۔

اور جو تنظیم اس طاغوتی قانون کو نہ مانے تو اسکو کام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی، اور ان خود ساختہ قانون کے کفر و شرک ہونے پر علماء نے تفصیلات لکھی ہیں، کہ اس طاغوتی قانون کا اقرار کرنا اور اس پر موافقت اختیار کرنا کفر اکبر ہے، اور اس سے انسان مرتد ہو جاتا ہے۔

ووٹ دینے والوں کے ارتداد کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ:

یہ ملک میں مختلف عقیدوں کی حامل سیاسی تنظیموں کے متعلق قانونی جواز کا عقیدہ رکھتے ہیں مثلاً کیمونسٹ، سیکولر، روافض، یہود، عیسائی، سکھ، ہندو، وغیرہ ہر کافر کو اپنے لیڈر کا انتخاب کرنے میں ووٹ دینے کے لیئے مساوی حقوق دینا ہے، یا انہی کفار میں سے ایک نمائندہ منتخب کرنے کا جواز دینا ہے، اور ان کو اپنے عقیدے کی دعوت اور ان کے مذہبی کاموں میں آزادی دینا، اور انکی تکفیر نہ کرنا، یا ان سے براءت کی جگہ تولّی یعنی دوستی ونصرت کرنا، وغیرہ اس طرح کے بہت سارے نواقض شامل ہیں، یہ سب کام شریعت کی واضح نصوص کے خلاف ہیں، اور قانونی لحاظ سے ان باتوں کو ماننا کفر بواح (واضح کفر) ہے۔

تیسرے مرحلے میں ان کا ارتداد یہ ہے کہ:

یہ لوگ وقت پورا ہونے پر خوشی سے حکومت کا اختیار کسی اور کو سونپ دینے پر ایمان رکھتے ہیں یعنی قانونی انداز سے حکومت کی منتقلی پر یقین رکھنا جو کہ جمہوریت کا ایک اہم بنیادی اصول ہے، کہ جس کی بنیاد پر انتخابات منعقد کیے جاتے ہیں، اور اس میں اکثریت حاصل کرنے والی حکومت جیتنے والے گروہ کو بغیر کسی رکاوٹ کے حکومت حوالہ کی جاتی ہے، اس بنیادی اصول کو ماننے کا نقصان یہ ہے کہ اسکے نتیجے میں کفار ومرتد حکمرانوں کے خلاف جہاد معطل ہوتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اس طرح سے ہر کافر انتخابات جیت کر ملک کا حاکم بنے گا، اور یہ دونوں کام کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔

اور ان لوگوں کے ارتداد کا چوتھا مرحلہ یہ ہے کہ:

ان کے منتخب کردہ نمائندے انکے ووٹ ڈالنے سے پارلیمنٹ میں جاتے ہیں تو وہاں جمہوری قانون پر عمل کرنے کی قسم (حلف) اٹھاتے ہیں، اور یہ کہ یہ نمائندے وہاں پر شریعت کے خلاف قانون سازی کرتے ہیں، اور اسی طرح اقوام متحدہ کے قوانین کی پابندی کرتے ہیں، اور اسکے مقرر کردہ حرام و حلال میں پابندی کرتے ہیں اور یہ سب کام کفر ہیں۔ اس لیے ان وجوہات کی بناء پر ووٹ ڈالنے میں حصہ لینا صریح کفر ہے، اور اس کفر سے یہ لوگ جہل یا تاویل یا خطاء وغیرہ کی وجہ سے نہیں بچ سکتے۔

اسی طرح آپ پاکستان کے عملی قانون کا ملاحظہ کریں تو وہاں لکھا ہے:

ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اپنے مذہب کی طرف دعوت دینے کا حق حاصل ہے. (حصہ 12/ باب 1/ مادہ 20/ شق الف/ 12)۔

اس قانون میں مساوات، قانون کی نظر میں برابری، معاشرتی، معاشی، سیاسی انصاف اور خیال، اپنے خیالات کا اظہار، ، عقیدے، دین، عبادت، اور اجتماع کی آزادی شامل ہے۔[تمہید 2]۔

مطلب: ہر مذہب، عقیدے، فکر، دین کو اختیار حاصل ہے اس میں اسلام کی شرط نہیں اور یہی بات عملاً نافذ کی گئی ہے۔

پس اس میں ہر مذہب، عقیدے، فکر، اور دین میں یہودی عیسائی، سیکولر، کیمونسٹ،

دہری، قادیانیوں، منکرین حدیث، شیعوں، بریلویوں اور ہر قسم کے کفری گروہوں کو آزادی حاصل ہو گئی اور اس سے اُن مستقبل کے کفریات کو بھی آزادی مل گئی جو ابھی تک واضح نہیں ہوئے ہیں۔

کیا ان سب چیزوں کے اسلام کفار کو اجازت دیتا ہے؟ سوائے یہودیوں، نصاری اور مجوسیوں کے، وہ بھی جزیہ ادا کرنے کی صورت میں مشروط قسم کی آزادی ہے۔
لیکن اس خود ساختہ قانون کے مطابق بغیر کوئی قواعد و شرائط کے آزادی دینا کفر ہے۔

پاکستان کے قانون کے مطابق سب شہری قانون کے سامنے برابر ہیں، لکھا ہے:

جنس کے اعتبار سے کسی قسم کا کوئی فرق (امتیاز) نہیں کیا جائے گا۔[حصہ 2/باب 1/ فقرہ 25/شق 2-1/14]۔

ابتدائیہ میں بھی کہتے ہیں:

(جمہوریت، آزادی، مساوات اور عدل پر اسلام کے مطابق پورا عمل کر سکتے ہیں۔)

یہاں پر اس کے ساتھ اسلام کا نام ویسے ہی دھوکہ دینے کے لیے اہداف کے حصول کے لیے استعمال کیا ہے، کیونکہ حقیقت میں اس خود ساختہ قانون کی تشکیل اور ابتداء بنیادی طور پر اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے۔

قرار داد مقاصد میں بھی لکھا ہے:

کہ پاکستان کے قانون میں جمہوریت، حریت، مساوات اور عدل و انصاف کا اسلامی

اصولوں کے مطابق خیال رکھا جائے گا۔[آرٹیکل 2 الف/195۔

مساوات کے بارے میں چند ایک مادوں پر نظر ڈالتے ہیں:

زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کے لیے پورا حصہ ملنے کو یقینی کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے.[حصہ 2/باب 2/فقرہ 34/17]۔

وفاقی حکومت میں 342 نشستوں میں سے 60 عورتوں کے لیے ہیں۔[حصہ 3/باب، 2/مادہ 51 /26]۔

اور اس میں دس کافروں کے لیے ہیں.[حصہ 3/باب 2/مادہ 51/شق 4/ 27]۔

اور پاکستان کے کاموں میں نسل، مذہب، ذات، جنس، شہریت یا پیدائش کی جگہ کے لحاظ سے کسی قسم کا امتیاز نہیں دیا جائے گا.[حصہ 2/باب ا/مادہ 27/شق 1/ 15]۔

اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں کل 728 افراد ہوں گے، جس میں 128 عورتیں اور 23 کافر ہوں گے۔[حصہ 4/باب 2/مادہ 106/شق 1 /65]۔

اس اساس (بنیاد) پر انتخابات (الیکشن) بہت بڑا کفر ہے

کیونکہ یہ بہت سے نواقض اسلام کا مجموعہ ہے:

پہلا: یہ کفری نظام جمہوریت کے قیام کا وسیلہ وزریعہ ہے، اصول یہ ہے کہ للوسائل حکم المقاصد۔وسیلہ کا حکم بھی اصل کا ہے۔

لہذا جب مقصود جمہوری شرکی نظام ہے تو وسیلہ یعنی انتخابات بھی شرکی عمل ہوا۔

دوسرا: اس میں لوگوں کی اکثریت کی رائے و نظر کا اعتبار ہوتا ہے یعنی جمہوریت اور اکثریت اس کا بنیادی اصول ہے۔

تیسرا: اس میں کافر اور مسلمان کے درمیان فرق نہیں کیا جاتا، سب ووٹ ڈالنے کا حق رکھتے ہیں۔

چوتھا: مومن اہل الحل و العقد اور فاسق و فاجر میں کوئی فرق نہیں رکھا جاتا۔(اگرچہ کہ اہل الحل والعقد ان کفری کاموں میں حصہ نہیں لیتے ہیں.)۔

پانچواں: ووٹ ڈالنے اور رائے دینے میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔

چھٹا: کافر بھی ان کا حکمران بن سکتا ہے۔

ساتواں: عورت بھی انکی حکمران بن سکتی ہے۔

آٹھواں: یہ قومیت اور وطنیت کے لیے ایک بڑا وسیلہ ہے، اسی لیے کسی دوسرے ملک کے مسلمان کو یہاں اپنی رائے دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

نواں: اور یہ لوگ شرکیہ قانون سازی کے لیے اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں۔

دسواں: اور انتخابات کے زریعے حکومت کی منتقلی پر یقین (ایمان) رکھتے ہیں، اور شرکیہ عقائد کی بنیاد پر جہاد اور قتال سے انکار اور منع کرتے ہیں۔

گیارہواں: انتخابات کے نتیجے میں ایک مقررہ وقت کے لیے ایک آدمی صدر یا وزیر اعظم بنے گا، اور جبکہ شریعت میں خلیفہ بغیر کسی شرعی عذر کے تاحیات معزول نہیں ہوتا، اور اسی طرح یہ کئی صریح نواقضِ اسلام پر مشتمل عمل ہے۔

تو یہ لوگ مرتدین ہیں، اور ان کا کوئی عذر قبول نہیں ہے

کیونکہ موانع تکفیر میں سے کوئی بھی ان میں موجود نہیں ہیں:

پہلا: یہ لوگ مکرہ (یعنی مجبور) تو بالاتفاق نہیں ہیں، اس لیے کہ یہ کام کوئی بندوق کے زور پر نہیں کرواتا۔

دوسرا: خطاء کرنے والے بھی یہ لوگ نہیں ہیں، کیونکہ خطاء تو ایک دو دفعہ ہوتی ہے پھر اپنی غلطی سے رجوع کیا جاتا ہے، لیکن کسی عمل کو ہمیشہ کرنا خطاء پر دلالت نہیں کرتا۔

تیسرا: یہ لوگ بچے، مجنون اور سوئے ہوئے بھی نہیں ہیں۔

چوتھا: یہ لوگ متاوّلین بھی نہیں ہیں، اور نہ ہی انکی تاویل کا اعتبار ہے کیونکہ کفری قانون کو نافذ کرنا کوئی پوشیدہ عمل نہیں ہے، خود ساختہ قانون بنانا اور اسی طرح دوسرے شرکیہ اعمال میں کوئی تاویل اسلام میں معتبر نہیں ہے۔

پانچواں: یہ لوگ جاہل بھی نہیں ہیں، اور نہ ہی ایسا جہل عذر ہے، کیونکہ جہل مسائل خفیہ

(پوشیدہ مسائل) میں عذر ہوتا ہے کہ ان مسائل میں تحقیق کے اسباب بھی میسر نہ ہوں لیکن آج تک پاکستان کی سرزمین پر کتنے معرکے اور جہاد ہوا ہے، ہر خاص وعام کو یہ حق کی آواز پہنچ چکی ہے، اور اسکے ساتھ ساتھ علماء ومشائخ نے ووٹ ڈالنے کا رد بھی کیا ہے۔ انکے بیانات موجود ہیں۔ اسی طرح ایک مائن کا پھٹنا یا فائر کا ہونا ان لوگوں پر بڑی اتمام حجت ہے جس سے یہ لوگ جان لیتے ہیں کہ ووٹ دینے والوں کو کیوں نشانہ بنایا گیا ہے، تو بس ان کو دعوت پہنچ گئی ہے۔ یہ استطاعت کے مطابق سمجھ بوجھ حاصل کریں، اور اگر یہ لوگ طاغوتی مولویوں سے پوچھیں اور وہ انکو کہیں کہ ووٹ ڈالنا جائز ہے تو اس طرح ان کی جان اس لیے نہیں چھوٹے گی، کیونکہ بریلویوں کو ان کے علماء بھی اپنے شرکیہ عقائد قرآن اور متشابہات سے ثابت کرتے ہیں، روافض اور قادیانی اور منکر حدیث لوگ بھی اپنے دلائل قرآن سے ہی ثابت کرتے ہیں (اپنے گمان میں)، اسی طرح یہود ونصاریٰ کو ان کے علماء اپنے دین کے متعلق دلائل پیش کرتے ہیں، تو بریلوی، روافض، قادیانی، یہود اور نصاری ان سب کے عوام (جاہل شمار ہو کر) معذور نہیں ہیں. بلکہ یہ دوسری جانب مقابل میں دلیل پیدا کریں گے، اور تحقیق کے بعد بھی دلیل نہ ملے تو اپنے آپ کو اس سے خاموش رکھنا ہوگا، اس لیے کہ جب ایک کام کفر اور اسلام کے درمیان میں ہو، تو اس کو چھوڑنا فرض ہے۔

اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کوئی بھی مسئلہ ہمیشہ کیلئے خفی (پوشیدہ) نہیں ہوگا، بلکہ جب دلیل بیان ہو تو وہ مسئلہ مسائلِ ظاہرہ میں سے شمار ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک اتمامِ حجت ہے دلیل کا پہنچانا ہے، اور دوسری چیز فہم حجت ہے یعنی دلیل کا سمجھنا ہے، تو شریعت میں تکفیر کے لیے پہلی چیز یعنی اتمامِ حجت (ابلاغِ حجت) کافی ہے، جبکہ فہمِ حجت یعنی دلیل کا سمجھنا لازمی نہیں ہے، جیسے کہ ووٹ کے بارے میں کسی کو مسئلہ بیان کیا جائے تو وہ کہے کہ میں مسئلہ کو نہیں سمجھ رہا ہوں تو اس شخص کا یہ نہ سمجھنا اسے معذور نہیں کرے گا کہ جا کر ووٹوں میں حصہ لے۔

تو ان لوگوں پر اتمام حجت ہو چکا ہے کیونکہ یہ آواز ہر کسی کو پہنچ گئی ہے کہ مجاہدین پاکستانی حکومت کو اور دیگر ایسے نظاموں کو کافر اور مرتد نظام کہتے ہیں تو ان لوگوں کا نہ سمجھنا عذر نہیں ہے۔

علامہ سعدی اس آیت کے تفسیر میں لکھتے ہیں: {اِهْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ} [سورة الفاتحه 6 _ 7] ۔ ترجمہ: (المغضوب علیہم) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق پہچانا اور پھر اسے چھوڑ دیا جیسے یہود وغیرہ۔ (الضالین) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نافہمی اور گمراہی کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیا جیسے نصاری وغیرہ۔ [تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان؛ (1/39) للسعدی] ۔

بعض سلف کہتے ہیں: من فسد من علمائنا ففیه شبهة من الیهود ومن فسد من عبادنا ففیه شبهة من النصاری.(مجموع الفتاوی 16/567 شیخ الاسلام ابن تیمیة اور ابن کثیر نے سفیان بن عیینه کو یه قول منسوب کیا ہے۔ تفسیر ابن

کثیر 4/138۔) ۔ ترجمہ: ہماری امت کے علماء میں سے جو گمراہ ہو جائے تو وہ یہود کی طرح ہے۔اور عبادت گذاروں میں سے جو گمراہ ہو جائے وہ نصاری کی طرح ہے۔

اور یہ معلوم بات ہے کہ عوام عبادت گذاروں پر جہل غالب ہوتی ہے یہاں سفیان ثوری کا یہی مقصد تھا۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِي الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا(سورة الكهف 104)ترجمہ:وہ لوگ جن کے اعمال دنیا کی زندگی میں ضائع ہو گئے اور وہ سمجھتے ہیں کہ بے شک وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔

یہاں اللہ سبحانہ وتعالی نے ان لوگوں پر جہالت کے باوجود گمراہی کا حکم لگایا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ(سورة التوبة 97)ترجمہ: دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور زیادہ لائق ہیں کہ وہ حدود وہ نہ جانتے ہوں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔

لیکن اللہ پاک نے ان لوگوں پر کفر و نفاق کا حکم لگایا ہے باوجود اسکے کہ وہ اللہ پاک کے احکام کو نہیں سمجھتے تھے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ(سورة التوبة 6) ۔ترجمہ:

اور اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دیں، یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے، پھر اسے اس کی امن کی جگہ پر پہنچا دے۔ یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو علم نہیں رکھتے۔

اللہ پاک نے ان کو جہالت کے ساتھ ذکر کیا اور انہوں نے اللہ کا کلام بھی نہیں سنا، اور پھر بھی انہیں مشرکین کہا۔

اور حدیث میں آتا ہے: عن ابي هريرة عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ۔ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی یہودی یا نصرانی میرے بارے میں سن لے اور پھر مر جائے، اور اس شریعت پر ایمان نہ لائے جو مجھے دیکر بھیجی گئی ہے، تو وہ جہنمیوں میں سے ہے۔

تو آپ دیکھیں کہ صرف سننا ذکر ہوا ہے، یہی وجہ تھی کہ نبی علیہ السلام کے بارے میں جن لوگوں نے سنا اور پھر بھی ایمان نہ لائے، تو ان سب کو مشرکین کہا گیا، اور یہ یہود و نصاری کا حال ہے، اور جو اسلام کا دعوی کرے اور توحید سے خبر نہ ہو تو یہ کیسے معذور سمجھا جائے گا؟؟

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فإن حجة الله قامت على العبد بإرسال الرسول،

وإنزال الكتاب، وبلوغ ذلك إليه، وتمكنه من العلم به، سواء علم أم جهل، فكل من تمكن من معرفة ما أمر الله به ونهى عنه، فقصر عنه ولم يعرفه، فقد قامت عليه الحجة.[مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين] ۔ ترجمہ:یقینا اللہ تعالی نے دلیل کے طور پر رسول کو بھیجنے، قرآن نازل کرنے، اس قرآن کے پہنچا دینے سے اور اسے سمجھنے کے لیئے قدرت دینے پر اپنے بندوں پر اتمام حجت مکمل کر دی ہے، یہ برابر بات ہے کہ کوئی سمجھ پائے یا جاہل رہ جائے، اور جو کوئی اللہ پاک کے احکام اور منع کردہ چیزوں کو سمجھنے پر قادر ہے، پھر بھی کوتاہی کرے اور اپنے آپ کو جاہل رکھے تو اس پر اتمام حجت پوری ہو چکی۔

اسی وجہ سے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں: فكل من بلغه القرآن ودعوة الرسول صلى الله عليه وسلم فقد قامت عليه الحجة قال الله تعالى: {لأنذركم به ومن بلغ} [سورة الانعام آية 19]"[الدرر السنية ج 11ص 72] ۔ ترجمہ: ہر وہ شخص جس کو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ گئی تو اس پر اتمام حجت پوری ہو گئی، اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور میرے (محمد علیہ السلام کے) پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں : فإن الذي لم تقم عليه الحجة، هو الذي حديث عهد بالإسلام، أو نشأ ببادية بعيدة، أو يكون ذلك في مسائل خفية، مثل مسألة

الصرف والعطف، فلا يكفر حتى يعرف.وأما أصول الدين التي وضحها الله، وأحكمها في كتابه، فإن حجة الله هي القرآن، فمن بلغه فقد بلغته الحجة; ولكن أصل الإشكال: أنكم لم تفرقوا بين قيام الحجة، وفهم الحجة؛ فإن الكفار والمنافقين لم يفهموا حجة الله مع قيامها عليهم، كما قال تعالى: {أم تحسب أن أكثرهم يسمعون أو يعقلون إن هم إلا كالأنعام بل هم أضل سبيلا} وقال تعالى: {وجعلنا على قلوبهم أكنة أن يفقهوه وفي آذانهم وقرا} ۔ فقيام الحجة وبلوغها نوع، وفهمها نوع آخر، وكفرهم الله ببلوغها إياهم، مع كونهم لم يفهموها۔ [الدرر السنية10/434] ۔ ترجمہ: ایسا شخص جس پر حجت قائم نہیں ہوئی، یا وہ انسان ہے جو نیا مسلمان ہوا ہو یا کسی دور جنگل میں بڑا ہوا ہو اور یا یہ مسئلہ مسائل خفیہ میں سے ہو، جس طرح صرف اور عطف کا مسئلہ، تو ایسے شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی یہاں تک کہ وہ اسے جان لے۔ اور جو مسائل ضروریات دین میں سے ہیں اور جو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں واضح اور محکم کر دیئے ہیں، تو اس پر اللہ پاک کی طرف سے حجت قرآن ہے۔ اور جس کو قرآن پہنچ گیا اس کو حجت پہنچ گئی۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ کہ آپ لوگ قیام حجت اور فہم حجت میں فرق نہیں کرتے کفار اور منافقین اللہ پاک کی حجت کو سمجھ نہ سکے باوجود اس کے کہ ان پر حجت قائم ہو چکی تھی۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: إن الشخص المعين إذا قال ما يوجب الكفر فإنه لا يحكم بكفره حتى تقوم عليه الحجة التي يكفر تاركها وهذا في المسائل الخفية،

التي قد يخفى دليلها على بعض الناس وهذا إذا كان في المسائل الخفية، وأما ما يقع منهم في المسائل الظاهرة الجلية، أو ما يعلم من الدين بالضرورة، فهذا لا يتوقف في كفر قائله، ولا تجعل هذه الكلمة عكازة، تدفع بها في نحر من كفر البلدة الممتنعة عن توحيد العبادة والصفات، بعد بلوغ الحجة ووضوح المحجة. [ج10 ص433] ۔ ترجمہ: جب ایک معین شخص سے کفری قول صادر ہوجائے تو دلیل پہنچنے (اتمام حجت پوری ہونے) تک اس پر کفر کا حکم نہیں لگے گا، ایسی دلیل کہ جس کے ترک پر انسان کافر ہوجاتا ہو اور یہ بات صرف مسائل خفیہ میں ہے کہ بعض لوگوں کو دلیل معلوم نہیں ہوپاتی، اور جہاں تک بات ہے مسائل ظاہرہ یا دین کے بنیادی مسائل کی تو اس میں جب کسی شخص سے کفری قول صادر ہوجائے تو ایسے شخص کی تکفیر میں توقف نہیں کیا جائے گا۔ اور اس بات سے لاٹھی مت بناؤ کہ اس سے اُس کو بھی ہانکو جس نے توحید العبادت اور توحید الصفات سے روکنے والے علاقے کے لوگوں کو دلیل پہنچنے اور واضح ہونے کے بعد انکی تکفیر کی ہو۔

قرافی المالکی رحمہ اللہ الفروق میں فرماتے ہیں : (القاعدة الشرعية دلت على أن كل جهل يمكن المكلف دفعه لا يكون حجة للجاهل فإن الله تعالى بعث رسله إلى خلقه برسائله وأوجب عليهم كافة أن يعلموها ثم يعملوا بها فالعلم والعمل بها واجبان فمن ترك التعلم والعمل وبقي جاهلا فقد عصى معصيتين لتركه واجبين ۔[الفروق للقرافي ج4 ص264]۔ ترجمہ: شرعی قاعدہ اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ ہر وہ

جہالت جس کو زائل کرنا ممکن ہو تو اس جاہل کے لیے کوئی عذر اور دلیل نہیں ہو گی کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو بندوں کے لیے کتابوں کے ساتھ بھیجے اور سب پر لازم ٹھہرایا کہ ان سے متعلق سمجھ بوجھ حاصل کریں اور پھر اس پر عمل کریں، لہذا علم و عمل دونوں فرض ہیں اور جس نے علم اور عمل دونوں کو چھوڑ دیا اور جاہل رہ گیا تو اس نے دو فرض کام چھوڑ دینے کی وجہ سے دو گناہوں کا ارتکاب کیا۔

ابن اللحام حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : "جاهل الحكم إنما يعذر إذا لم يقصر ويفرط في تعلم الحكم أما إذا قصر أو فرط فلا يعذر جزما." [القواعد والفوائد الأصولية ص 87]۔ ترجمہ: ایک حکم سے جہالت کی وجہ سے انسان اس وقت معذور تصور ہو گا، جب حکم سیکھنے میں کوئی کمی یا کوتاہی نہ کی گئی ہو، اور اگر کمی یا کوتاہی کی ہو تو ایسا شخص یقینا معذور تصور نہیں ہو گا۔

لہذا یہ بات الحمدللہ واضح ہو گئی کہ آج دلیل ہر کسی کو پہنچ چکی ہے، اور لوگوں کے لیے کوئی موانع موجود نہیں، لہذا ان (ووٹ ڈالنے والے) لوگوں کا حکم بھی مرتدین کا ہو گا، یہ لوگ اپنے لیڈروں کو اللہ رب العالمین کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، اور انکی وضع کردہ شریعت (قانون سازی)، اور مقرر کردہ حرام و حلال مانتے ہیں۔ اور یہی انکی عبادت ہے۔

لہذا ان ووٹ لینے والے مشرک سرداروں کو نشانہ بنائیں اور اللہ عزوجل کی زمین شرک

سے پاک کریں، اور اس مقصد تک پہنچنے کے لیے (اُن کے) جو لوگ مارے جائیں گے ان کا خون ھدر (ضائع) شمار ہو گا۔

آج افغانستان، پاکستان اور دوسرے ملکوں میں بھی انگریزوں کا سیکولر جمہوری نظام پوری قوت کے ساتھ نافذ ہے۔ اور اسی جمہوری نظام کے قیام کے لیے امریکہ اور اسکے اتحادیوں نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا، مسجدوں کو مسمار کیا، مدرسوں پر بمباری کی، جیلیں قیدیوں سے بھر دیں، عزتوں کو لوٹا گیا، عورتوں اور معصوم بچوں کو بھاری بموں سے مارا گیا۔

اور دوسری طرف قوم کے ہر مادہ پرست ملکِ، سردار، اور مولوی کو دنیاوی مفادات کی پیشکش کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کل جو اپنے آپ کو دین کے ٹھیکیدار کہتے تھے، آج وہی لوگ کفر کی صف میں کھڑے ہو گئے، اپنا ماضی بھول گئے. کل جس علت کی وجہ سے اپنے جھگڑے کو مذہبی رنگ دے رہے تھے آج متجاہلانہ طور پر چند ڈالروں، بنگلوں اور گاڑیوں کے بدلے اپنا وہی موقف بدل ڈالا۔

اور اللہ تعالی فرماتے ہیں:فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ [سوره التوبة 5]ترجمہ: مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، اور انھیں پکڑو، اور انھیں گھیرو، اور ان کے لیے ہر گھات کی جگہ بیٹھو۔

شیخ المفسرین امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :واقعدوا لهم بالطلب لقتلهم أو أسرهم كل مرصد. يعني: كل طريق ومرقب۔ ترجمہ: اور تم ان کو قتل کرنے کے لیے اور

قید کرنے کے لیے ہر مورچے میں بیٹھو یعنی ہر راستے میں اور گھات لگانے کی جگہ بیٹھو۔

اور اس طرح نقل کیا ہے:لا تتركوهم يضربون في البلاد ولا يخرجوا لتجارة ضيقوا عليهم بعدها۔ ترجمہ: تم ان کافروں کو نہ چھوڑو کہ یہ شہروں میں گھومیں پھریں اور نہ ہی تجارت کے لیے نکلیں، اور ان عزت والے مہینوں کے بعد ان پر تنگی لاؤ۔ (تفسیر الطبری)

اس آیت میں اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے کتنا سخت حکم دیا ہے کہ انکو قتل کرو قیدی بناؤ اور ان کے ہر راستے کا ترصد کرو۔

ابو حیان اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:ولفظ المشركين عام في كل مشرك، وجاءت السنة باستثناء الأطفال والرهبان والشيوخ الذين ليسوا ذوي رأي في الحرب، ومن قاتل من هؤلاء قتل۔ ولفظ: «حيث وجدتموهم» عام في الأماكن من حل وحرم۔ ترجمہ: اس آیت میں مشرکین کا لفظ ہر مشرک کے لیے ہے، اور احادیث میں بچوں، درویشوں اور بوڑھوں کو استثناء حاصل ہے جو جنگ میں مشورہ دینے والے نہ ہوں، اور ان میں سے جس نے جنگ کی تو ان کو قتل کیا جائے گا، اور یہ لفظ (جہاں پاؤ) عام ہے حرم اور غیر حرم سب جگہیں اس سے مراد ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:أن المقصود إيصال الأذى إليهم بكل طريق، إما بطريق القتال، وإما بطريق الاغتيال۔ ترجمہ: یقینا مقصود اس آیت میں یہ ہے کہ ہر طریقے سے کافروں کو ضرر پہچانا، یا جنگی طریقوں کے ذریعے یا خفیہ ماہرانہ تدابیر سے کافروں کو قتل کرنا۔[البحر المحیط ج

[5ص372]

هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

جمعہ 26 شوال 1443ھ ق

جمعہ 27 مئی 2022م

پیشکش ناشر پاکستان

12/08/2025